# سورة يونس

## آيات ٧٦ - ٨٩

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا
جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ
لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ
السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع
فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى
الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ
مُّسْلِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ ۙ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ
اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ - پھر جب آیا ان کے پاس حق

مِنْ عِنْدِنَا - ہماری طرف سے

قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا - تو انھوں نے کہہ دیا کہ بے شک یہ تو

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ - یقیناً کھلا جادُو ہے

لَ - لام تاکید | سحر - جادو | ساحر - جادو گر

قَالَ مُوْسٰٓى - کہا موسیٰ نے

اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ - کیا تم کہتے ہو حق کے بارے میں (یہ باتیں)

اَ: همزة استفهام interrogative prefix

لَمَّا جَآءَكُمْ - جبکہ وہ تمہارے پاس آگیا ہے

اَسِحْرٌ هٰذَا - کیا جادو ہے یہ

اَ: همزة استفهام

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ - حالانکہ نہیں فلاح پاتے (کبھی) جادو گر

أفْلَحَ يُفْلِحُ ، إفْلَاحًا - فلاح پانا (IV)

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوۡنَ لَـكُمَا الۡكِبۡرِيَآءُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَا نَحۡنُ لَـكُمَا بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ائۡتُوۡنِىۡ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ ﴿۷۹﴾

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا - انھوں نے کہا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس

جَاءَ يَجِيءُ ، مَجِيءً - آنا

لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا - تاکہ تو پھیر دے ہم کو اس (طریقے) سے

لَ - لام تعلیل

لَفَتَ يَلۡفِتُ ، لَفۡتًا - پھیرنا، موڑنا

التفات: کسی کی طرف جھکاؤ (VIII)

وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا - ہم نے پایا جس پر اپنے آباؤاجداد کو

وَ تَكُوۡنَ لَـكُمَا - اور تاکہ ہو جائے تم دونوں کے لیے

الۡكِبۡرِيَآءُ فِى الۡاَرۡضِ - سرداری (بڑائی) اس ملک میں

کبریاء: بڑائی (کبریائی)

وَ مَا نَحۡنُ - اور ہم نہیں ہیں

لَـكُمَا بِمُؤۡمِنِيۡنَ - تم دونوں پر ایمان لانے والے

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ائۡتُوۡنِىۡ - اور کہا فرعون نے لاؤ میرے پاس

أَتَى يَأۡتِي ، إِتۡيَانًا - آنا، آگے ب ہے تو معنی لانا

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ - ہر قسم کے جادوگر ماہر فن

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ
لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ
لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾

پس جب ہمارے پاس سے حق ان کے سامنے آیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے، موسیٰؑ
نے کہا: "تم حق کو یہ کہتے ہو جبکہ وہ تمہارے سامنے آگیا؟ کیا یہ جادو ہے؟ حالانکہ جادو گر فلاح
نہیں پایا کرتے" اُنھوں نے جواب میں کہا "کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اُس طریقے سے پھیر
دے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور زمین میں بڑائی تم دونوں کی قائم ہو جائے؟
تمہارے بات تو ہم ماننے والے نہیں ہیں، اور فرعون نے (اپنے آدمیوں سے) کہا کہ "ہر ماہر
فن جادو گر کو میرے پاس حاضر کرو"

**And when truth came to them from Us, they said: 'Indeed this is plain sorcery.**
**Moses said: 'Do you say this about the truth after it has come to you? Is this sorcery? You call this sorcery although sorcerers never come to a happy end.**
**They replied: 'Have you come to turn us away from the way of our forefathers that the two of you might become supreme in the land? We shall never accept what the two of you say. And Pharaoh said (to his) men: 'Bring every skilled sorcerer to me.**

محمد اقبال

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

## قصہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون سے استشہاد

- ان آیات (پورے رکوع) میں حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہما السلام اور قوم فرعون کا ذکر قدرے تفصیل سے۔ کہ مشرکینِ مکہ کو عبرت دلائی جائے، اور ساتھ ساتھ اس تذکرے سے نبی اکرم ﷺ کو تسلی اور اطمینان بھی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ اور اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں بہت حد تک موافقت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ یہاں ان کے واقعات کی طرف اشارہ کرکے مشرکین مکہ کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اور ان کا انجام دکھا کر انھیں متنبہ کیا گیا ہے۔
- ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور فرعون اور آل فرعون کے رد عمل کی تفصیلات تو بیان نہیں کی گئیں لیکن مجمل طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ پیغمبروں کو کن حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور قوم اگر اپنی سیرت و کردار کے بگاڑ میں بہت دور تک پہنچ جاتی ہے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی توحید کا سبق دینے پر مامور کیا گیا تھا۔ آپ جہاد پر مامور ہوئے آپ کو حسن تدبر میں کمال حاصل تھا، حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے مددگار بنائے گئے۔ آپ دونوں کو فرعون اور اس کے درباری سرداروں کی طرف دعوتِ حق اور نشانیاں (معجزے) دے کر بھیجا گیا لیکن فرعون اور اس کے سرداروں نے آپ کی دعوت کو نہ صرف جھٹلا دیا بلکہ دعوت کے مقابلے میں انتہائی تکبر کا مظاہرہ کیا اور آپ کی دکھائی ہوئی نشانیوں کو جادو کہا
- یہاں پر ضمناً نبی اکرم ﷺ کو تسلی بھی کہ یہ قریش اگر آپ کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے ہیں تو یہ موسیٰؑ کے ساتھ بھی ہو چکا
- موسیٰ علیہ السلام کا اظہارِ تعجب! کہ تم اللہ کی طرف سے آئے حق کو جادو کہتے ہو! کیا جادو ایسا ہوتا ہے؟

قَالُوٓا اَجِئۡتَنَا لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوۡنَ لَكُمَا الۡكِبۡرِيَآءُ فِى الۡاَرۡضِؕ وَمَا نَحۡنُ لَكُمَا بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝٧٨ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ائۡتُوۡنِىۡ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيۡمٍ ۝٧٩

- کیا جادو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے پیش کرنے والے دنیا کے صالح ترین افراد ہوں جو نادار اور فقیر ہو کر بھی اقتدار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ جن کے سیرت و کردار میں کوئی عیب نہ ہو اور ان کے پیش کردہ معجزے کا کوئی توڑ نہ کرسکے
- جس طرح سحر ایک جانی پہچانی چیز ہے اسی طرح ساحر بھی معاشرے کے جانے پہچانے لوگ ہیں۔ انھیں کون نہیں جانتا کہ سحر ان کا پیشہ ہے۔ حق و باطل کے معرکے کی دلیل نہیں۔ انھیں اصحاب اقتدار کے یہاں معقول معاوضہ مل جائے اور کوئی مقتدر آدمی ان کو اپنے پاس عزت سے بٹھا لے یہی ان کی کامیابی ہے۔
- انہوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو کہا کہ تم اسی لیے آئے ہو کہ ہمیں پھیر دو ان طور طریقوں سے جن پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے ؟ اور اس طرح تم دونوں کی بڑائی اور سرداری قائم ہو جائے اس سرزمین میں ؟ ایک جذباتی اکساہٹ کا حربہ
- حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سیاسی الزام -انھوں نے اپنی قوم کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے خلاف بھڑکانے کے لیے ان پر آبائی دین اور ملک کی حکوت، دونوں کے خلاف بغاوت برپا کرنے کا الزام تھوپ دیا کہ تم ہمارے آبائی دین سے بھی ہم کو برگشتہ کرنا چاہتے ہو اور تمہاری یہ آرزو بھی ہے کہ اس ملک کا اقتدار تم دونوں کے ہاتھ آ جائے۔ کمزور حکومتوں کا ہمیشہ یہ رویہ رہا ہے کہ جب کبھی عوام میں شعور پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ ایسے مسائل چھیڑتے ہیں جس میں اصل بات الجھ کر رہ جاتی ہے ۔ نیند سے بیدار ہوتا ہے کوئی محکوم اگر پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری
- اس نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر الزام لگایا کہ تم دراصل کسی اصلاح کے ارادے سے نہیں آئے ہو بلکہ تمہارے کچھ سیاسی عزائم ہیں اور تم حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ ( اس الزام کا مقصد امراء، اور عوام کی ہمدردی حاصل کرنا تھا)
- معجزوں کے تاثر کو زائل کرنے کے لیے اس نے انہیں جادو کہا اور آپ کا مقابلہ جادوں گروں سے کرنا کا اعلان کیا

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰٓى اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ۝٨٠ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰى مَا جِئۡتُمۡ بِهِ ۙ السِّحۡرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبۡطِلُهٗ ؕ

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ - پس جب آئے جادو گر

سَحَرَة ، سَاحِر - کی جمع (مکسر) - جادو گر

قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰٓى - تو کہا ان سے موسیٰ نے

اَلۡقُوۡا - تم لوگ ڈالو

أَلْقَى يُلْقِي ، إِلْقَاءً - ڈالنا (IV)

مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ - اس کو جو تم لوگ ڈالنے والے ہو

فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰى - پھر جب انھوں نے پھینکا تو کہا موسیٰ نے

مَا جِئۡتُمۡ بِهِ - جو کچھ تم لائے ہو

السِّحۡرُ - یہ جادو ہے

اِنَّ اللّٰهَ سَيُبۡطِلُهٗ - یقیناً اللہ باطل کردے گا اسے

(ب ط ل)

أَبْطَلَ يُبْطِلُ ، إِبْطَالاً - باطل کرنا (IV)

سَ - حرفِ استقبال Future particle

ابطالِ باطل : باطل کا باطل ثابت ہونا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٨١ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨٢

إِنَّ اللّٰهَ - بے شک اللہ تعالیٰ

لَا يُصْلِحُ - اصلاح نہیں کرتا

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ - مفسدوں کے عمل کی

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ - اور سچ کر دکھائے گا اللہ حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ - اپنے فرمانوں سے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ - خواہ ناپسند ہی کیوں نہ کریں مجرم (یہ بات)

أحَقَّ يُحِقُّ ، إحْقَاقًا - ثابت کرنا، سچا کرنا (١٧)

احقاقِ حق : حق کا حق ثابت ہو جانا

كَرِهَ يَكْرَهُ ، كُرْهًا و كَرْهًا و كَرَاهةً و كَرَاهِيَةً - ناپسند کرنا

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾

جب جادو گر آ گئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا "جو کچھ تمہیں پھینکنا ہے پھینکو، پھر جب انہوں نے اپنے آنچھر پھینک دیے تو موسیٰؑ نے کہا "یہ جو کچھ تم نے پھینکا ہے یہ جادو ہے، اللہ ابھی اِسے باطل کیے دیتا ہے، مفسدوں کے کام کو اللہ سدھرنے نہیں دیتا، اور اللہ اپنے فرمانوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے، خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو"

**And when the sorcerers came Moses said to them: 'Cast whatever you wish to cast. Then when they had cast (their staffs), Moses said: 'What you have produced is sheer sorcery. Allah will certainly reduce it to naught. Surely Allah does not set right the work of the mischief-makers. Allah vindicates the truth by His commands, howsoever much the guilty might detest that.**

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوسَىٰٓ اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

## پیغمبر کی قوت ایمان و یقین کا ایک نمونہ و مظہر

- فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزوں (عصا اور ید بیضا) کو محض جادو کے شعبدے قرار دے کر ملک کے ماہر جادو گروں کو بلا لیا تاکہ آپ کے معجزوں کا مقابلہ کرکے لوگوں کو اپنی باتوں پر مطمئن کر سکے (اس کی تفصیل سورۃ الاعراف میں)
- جب جادو گر پہنچ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت اعتماد علی اللہ اور بے نیازی کے ساتھ جادو گروں سے فرمایا کہ تم جو اپنا کرتب دکھانا چاہتے ہو، دکھاؤ۔ ان کو پہل کرنے کا موقع دیا تاکہ کسی کے دل میں حسرت نہ رہے
- جادوں گروں نے پہل کی اور جو (آنچھر) وہ بنا کے لائے تھے انہوں نے پھینکے تو تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان معجزوں کو جادو قرار دیتے ہو، جادو وہ نہیں، جادو یہ ہے جو تم نے پیش کیا۔ اور عنقریب تم دونوں کا فرق دیکھ لوگے۔ تمہارے جادو کو اللہ تعالیٰ ابھی سب کے سامنے باطل کرکے رکھ دے گا
- یہ ایک پیغمبر اور رسول کا اپنے رب پر اس قدر اعتماد ہوتا ہے کہ وہ دشمنوں کے ہجوم میں (تنہا)، بے رحم طاغوت کے جبر و طاقت کے علی الرغم۔ بظاہر کسی کامیابی کے امکان کی عدم موجودگی میں بھی نہ مایوس ہوتا ہے اور نہ کسی کمزوری کا اظہار کرتا ہے
- اسی توکل اور اعتماد کی بن پر آپ نے فرمایا کہ عنقریب تمہارا جادو اپنے انجام کو پہنچے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی مفسدین کی کوشش کو حق و باطل کے معرکہ میں بارآور نہیں ہونے دیتا وہ حق کا حق ہونا اس طرح ثابت کردیتا ہے کہ اندھے کے سوا ہر کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور جن کے دلوں میں اللہ نے کچھ بھی بصیرت رکھی ہے وہ اسے اپنے دل کی آواز سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں

# رکوع 8 (آیات ۷۱ تا ۸۲)

- قومِ نوح علیہ السلام کی قوم کے طرزِ عمل اور انجام کا حوالہ (آدھا رکوع، آیات ۷۱ تا ۷۳)
- اس واقعے اور آگے آنے والے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے میں قریشِ مکہ کے سامنے ان حقائق کو تاریخ کی روشنی میں واضح کرنا مقصود ہے جو اس سورت میں اس سے پہلے عقل و فطرت کے دلائل، نصیحتوں اور تفہیم و تلقین سے سمجھائے گئے (گویا پہلے ترغیب دلائی گئی اور اب یہاں ترہیب)
- یہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے لیے سامانِ تسکین ہے اور آپ کے معاندین کے لیے درسِ عبرت
- قصہ ٔ قومِ نوح میں آپ ﷺ کی حیثیت وہی جو نوح علیہ السلام کی، اور قریش کا طرزِ عمل قومِ نوحؑ کا
- دعوت، نصیحت، فہمائش، اور متنوع دلائل کے بعد اب نبی اکرم ﷺ کو بتایا گیا انھیں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیں جس کے آئینے میں یہ خود اپنی شکل دیکھ سکیں گے اور یہ بھی اندازہ کر سکیں گے کہ اگر انہوں نے اپنا رویہ نہ بدلا تو کیسا بھیانک انجام ان کے انتظار میں ہے؟
- اس بات کو مزید قصہ ٔ موسیٰ و فرعون سے مؤکد کیا گیا ہے اور یہ بھی اس لیے کہ آپ ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں بہت حد تک موافقت پائی جاتی ہے یہاں ان کے واقعات کی طرف اشارہ کرکے مشرکین مکہ کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اور ان کا انجام دکھا کر انھیں متنبہ کیا گیا ہے

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٨٣ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى - پس نہ ایمان لائے موسیٰ پر

اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ - مگر چند نوجوان اس کی قوم میں سے

ذُرِيّت - چھوٹی اولاد، بچے (نوجوان)
عرف عام میں اس کا اطلاق مطلق اولاد پر

عَلٰى خَوْفٍ - ڈرتے ڈرتے

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ - فرعون سے اور اپنے سرداروں سے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ - کہ کہیں مبتلا نہ کر دیں

فَتَنَ يَفْتِنُ ، فَتْنًا و فُتُونًا - آزمائش میں ڈالنا

وَاِنَّ فِرْعَوْنَ - اور بیشک فرعون

لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ - یقیناً سرکشی کرنے والا ہے زمین میں

لَ - لام تاکید

عَلَا يَعْلُوْ ، عُلُوًّا - سرکشی کرنا

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ - اور بیشک تھا وہ حد سے بڑھ جانے والوں میں سے

أسْرَفَ يُسْرِفُ ، إسْرَافًا
حد سے تجاوز کرنا (IV)

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ - اور کہا! موسیٰ نے، اے میری قوم!

اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوۡا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۸۶﴾

اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ - اگر لے آئے ہو تم ایمان اللہ پر

فَعَلَيۡهِ تَوَكَّلُوۡۤا - تو اسی پر بھروسہ کرو

اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ - اگر تم ہو فرماں بر داری کرنے والے

فَقَالُوۡا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا - تو انھوں نے کہا اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہم نے

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا - اے ہمارے رب ! تو نہ بنا

فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ - ہم کو آزمائش ظلم کرنے والے لوگوں کے لیے

وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ - اور نجات دے تو ہمیں اپنی رحمت سے

مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ - کفر کرنے والے سے

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الْمُسْرِفِيْنَ ۝۸۳ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝۸۴ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا
تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶

(پھر دیکھو کہ) موسیٰؑ کو اس کی قوم میں سے چند نوجوانوں کے سوا کسی نے نہ مانا، فرعون کے ڈر سے اور خود اپنی قوم کے سر برآوردہ لوگوں کے ڈر سے (جنہیں خوف تھا کہ) فرعون ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون زمین میں غلبہ رکھتا تھا اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو کسی حد پر رکتے نہیں ہیں، موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ "لوگو، اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو" انہوں نے جواب دیا "ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب، ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا، اور اپنی رحمت سے قوم کفار سے نجات بخش

**None but a few youths of Moses' people accepted him, fearing that Pharaoh and their own chiefs would persecute them. Indeed Pharaoh was mighty in the land, he was among those who exceed all limits.**

**Moses said: 'My people! If you believe in Allah and are truly Muslims81 then place your reliance on Him alone.**

**They replied: 'We place our reliance on Allah. Our Lord! Do not make us a trial for the oppressors. and deliver us, through Your mercy, from the unbelievers.**

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝٨٣

## ابتداءً موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے (نوجوان)

- قرآنِ مجید نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا کہ جبروت اور استبداد کے گھٹن زدہ ماحول میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے بس چند نوجوان ہی تھے (فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ ... )
- یہ آپ ﷺ کو اور قیامت تک آنے والے مصلحین اور داعیوں کے لیے تسلی اور اطمینان کا باعث اور ایک سبق بھی۔ کہ دعوت حق کے راستے میں پیش آنے والی مشکلات پر آپ کی استقامت ایک ایسا نخل رحمت ہے جو اپنے برگ و بار ضرور لاتا ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ اس راستے کی کچھ لازمی سنتیں بھی ہیں جن سے اس راہ کے راہیوں کو ضرور واسطہ پڑتا ہے
- وہ ایک طویل عرصے تک دعوت دیتے ہیں، ظلم سہتے ہیں، جدو جہد کرتے ہیں اور بہت کم لوگ ایمان لاتے ہیں۔ محض چند نوجوان۔ آپ ﷺ اور اس وقت کے اہل ایمان کو تسلی کہ اس صورتحال سے آپ کو گذرنا پڑ رہا ہے تو دیکھ لیجئے اس سے پہلے رسول اور ان کے متبعین (جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اپ کے ساتھ اہل ایمان) بھی اس طرح کے حالات سے گذرے۔ ان پر بھی ابتدا میں چند نوجوان ایمان لائے
- آپ ﷺ پر ابتدا میں ایمان لانے والوں میں علی ابن ابی طالب، جعفر طیار، زبیر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سب ۲۰ سال سے کم عمر تھے، عبدالرحمٰن بن عوف، بلال اور صہیب ۲۰ اور ۳۰ کے درمیان
- دعوتِ دین کی تاریخ میں اس کو اولاً قبول کرنے والے تجربہ کار اور عمر رسیدہ لوگوں کی بجائے نوجوان ہی رہے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تبدیلی کے راستے کی مزاحمت قوتوں کی مزاحمت اور معاشرے میں ایک بڑی تبدیلی کا بوجھ اٹھانے کے لیے جس ہمت توانائی اولوالعزمی، جرأت، اقدامی قوت اور استقامت کی ضرورت ہے وہ سن رسیدہ لوگوں میں نہیں نوجوانوں میں ہوتے ہے

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۸۳

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

- اس آیت کریمہ میں یہ پڑھ کر کہ موسیٰ علیہ السلام پر ان کی قوم میں سے چند نوجوان ایمان لائے تھے۔ بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں کہ شاید آپ کی قوم بنی اسرائیل تمام کی تمام کافر تھی ان میں صرف چند نوجوانوں نے ایمان قبول کرنے کے لیے ہمت کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ فرعون کے مصائب کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا
- لیکن آیت کریمہ کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غلط فہمی کا جواز نہیں ہے۔ قرآن کریم نے " اٰمَنَ " کا لفظ لام کے صلہ کے ساتھ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں تسلیم و فرمانبرداری اور غیر مشروط اطاعت ( جبکہ اگر " اٰمَنَ " با کے صلہ کے ساتھ آئے تو معنی ہوتے ہیں دل میں کسی کو تسلیم کرلینا اور اس کے احکام سے کوئی سروکار نہ رکھنا )
- لام کے صلے ساتھ یہاں اب اس آیت کریمہ میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی ساری قوم آپ کو اور ہارون علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانتی تھی آپ کی حقانیت کی قائل تھی لیکن زندگی کے معاملات نے ان کی رہنمائی کو قبول کر کے ان کی اطاعت کرنے کے لیے تیار نہ تھی ان کی زندگی فرعون کے اقتدار میں اس کے احکام کی اطاعت میں گزر رہی تھی۔ دل میں وہ موسیٰ کو مانتے تھے لیکن زندگی کے معاملات فرعون کے قانون کے مطابق سرانجام پا رہے تھے۔ نمازیں چھپ چھپ کر اپنے اللہ کے لیے پڑھتے تھے لیکن گردن ہمیشہ فرعون کے سامنے جھکتی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر چند نوجوانوں نے حقیقی ایمان کا راستہ اختیار کیا انھوں نے اس بات کو سمجھا کہ جس کو ہم نے اپنے دل سے مانا ہے اطاعت بھی اسی کی کی جائے۔ احکام بھی اسی کے مانے جائیں اللہ پر ایمان دو عملی کو پسند نہیں کرتا

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے　　شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

## آیت کریمہ کے سبق کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں!

- امتِ مسلمہ کا مجموعی طرزِ عمل!
- تمام مسلم ممالک میں بہت خوبصورت مساجد تعمیر کی گئی ہیں مسجدوں میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں رمضان آتا ہے تو روزے بھی رکھے جاتے ہیں اور اللہ کا قرآن بھی مسجدوں میں سنا جاتا ہے۔ عیدین میں پوری امت میں بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں، لیکن طرز عمل یکسر اللہ سے بغاوت پر مشتمل ہے۔ کسی ملک میں اللہ کی حاکمیت قائم نہیں ہے۔ شعائر اسلام کی توہین جا بجا ہو رہی ہے، اسلام کی سطوت قصہ پارینہ بنتی جارہی ہے۔ اللہ اور اس کے دین کے ساتھ اخلاص اللہ کے رسول کے ساتھ محبت اس کی سنت کی اتباع کا جذبہ بنیاد پرستی کا نام اختیار کرچکا ہے۔ دین کی سربلندی کے لیے کی جانے والی کوششیں دہشت گردی بن چکی ہیں لیکن ان تمام خرابیوں کے باوجود ہم مسلمان ہیں اور ہمارے اسلام کو کوئی ہدف نہیں بنا سکتا۔

## ایمان کی حقیقت

- بنی اسرائیل بھی صدیوں کی کفر کی غلامی سے ایمان کی روح سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ ان کے نزدیک اللہ کو دل میں ماننا اور تنہائی میں اس سے مناجات کرنا اور جب کبھی موقع ملے تو چھپ کر اس کی بندگی بجالانا ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کافی تھا۔ طاغوت کی فرماں روائی ان کے نزدیک وقت کی ضرورت تھی موسیٰؑ نے جب فرعون کے مقابلے میں اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے اور اسی کی غیر مشروط اطاعت پر زور دیا تو ان کی اکثریت نے ان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا
- تب آپ نے انہیں خطاب کرکے فرمایا کہ تم اگر اللہ کی کبریائی کے قائل ہو تو ایمان کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ تم فرعون سے ڈرنے کی بجائے اللہ پر توکل کرو، اس کو رب اور الٰہ تسلیم کرو، وہ قہرمان قوتوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کریگا

وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰى وَ اَخِيۡهِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِكُمَا بِمِصۡرَ بُيُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُيُوۡتَكُمۡ قِبۡلَةً وَّ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ‌ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۸۷ وَقَالَ مُوۡسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيۡتَ فِرۡعَوۡنَ

وَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰى وَ اَخِيۡهِ - اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف

اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِكُمَا - کہ مقرّر کرو اپنی قوم کے لیے

تبوَّأَ يَتبَوَّأ ، تَبَوُّءًا - آباد کرنا، ٹھکانہ بنانا (۷)

بِمِصۡرَ بُيُوۡتًا - مصر میں چند گھر

وَّ اجۡعَلُوۡا بُيُوۡتَكُمۡ قِبۡلَةً - اور بناؤ اپنے ان گھروں کو قبلہ رُخ

وَّ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ - اور قائم کرو نماز

وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ - اور خوشخبری سنا دو مومنوں کو

وَقَالَ مُوۡسٰى - اور کہا موسیٰ نے

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيۡتَ - اے ہمارے رب ! بیشک تو نے دیا ہے

فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ - فرعون اور اس کے سرداروں کو

زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾

زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا - زینت سے اور مال و دولت

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - دنیاوی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا - اے ہمارے رب ! (کیا یہ) اس لیے ہے کہ گمراہ کریں

عَنْ سَبِيْلِكَ - تیرے راستے سے

رَبَّنَا اطْمِسْ - اے ہمارے رب ! غارت کر دے

طَمَسَ يَطْمِسُ ، طَمْسًا ۔ تباہ کرنا، غارت کرنا، اندھا کرنا

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَى أَعْيُنِهِمْ ...

عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ - ان کے مال

وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ - اور سخت کر دے ان کے دلوں کو

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى - تا کہ وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ - دیکھ لیں دردناک عذاب

رأى يَرَى ، رُؤيةً ۔ دیکھنا

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

قَالَ - کہا (اللہ نے)

قَدْ اُجِيْبَتْ - یقیناً قبول ہو گئی

أجَابَ يُجِيْبُ ، إجَابَةً۔ قبول کرنا (۱۷)

دَّعْوَتُكُمَا - تمہاری دعا

فَاسْتَقِيْمَا - تو تم ثابت قدم رہنا

اِسْتِقَامَ يَسْتَقِيْمُ ، اِسْتَقَامَةً۔ سیدھا رہنا، ثابت قدم رہنا (۱۷)

وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ - اور نہ پیروی کرنا (تم دونوں)

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ - ان لوگوں کے طریقے کی جو

لَا يَعْلَمُوْنَ - کچھ نہیں جانتے

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡهِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَةً وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ قَالَ مُوۡسٰی
رَبَّنَاۤ اِنَّکَ اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَاَهٗ زِیۡنَةً وَّ اَمۡوَالًا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِکَ ۚ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِهِمۡ وَ اشۡدُدۡ عَلٰی
قُلُوۡبِهِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُکُمَا فَاسۡتَقِیۡمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیۡلَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۹﴾

اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی کو اشارہ کیا کہ "مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لیے مہیا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھیرا لو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو بشارت دے دو۔ موسیٰؑ نے دعا کی "اے ہمارے رب، تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال سے نواز رکھا ہے اے رب، کیا یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکائیں؟ اے رب، ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا "تم دونوں کی دعا قبول کی گئی ثابت قدم رہو اور اُن لوگوں کے طریقے کی ہرگز پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے"

And We directed Moses and his brother: 'Prepare a few houses for your people in Egypt, and make your houses a direction for men to pray, and establish Prayer, and give glad tidings to the men of faith. Moses prayed: Our Lord! You bestowed upon Pharaoh and his nobles splendour and riches in the world. Our Lord! Have You done this that they may lead people astray from Your path? Our Lord! Obliterate their riches and harden their hearts that they may not believe until they observe the painful chastisement. Allah responded: 'The prayer of the two of you is accepted. So keep steadfast, and do not follow the path of the ignorant.

محمد اقبال

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡہِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَۃً وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۷﴾

## تربیت کا ذریعہ

- حضرت موسیٰ کے دعوت کے نتیجے میں جو تبدیلی آنا شروع ہوئی تو آپ کو اور حضرت ہارون کو حکم ہوا کہ مصر کے مختلف حصوں میں کچھ مقام نماز باجماعت کے لیے مخصوص کرلو جن میں بنی اسرائیل معین اوقات پر نماز کے لیے جمع ہوا کریں اور تم اپنے گھروں کو قبلہ قرار دے کر نماز باجماعت کا اہتمام کرو۔ یہ بعینہٖ اسی طرح کی ہدایت ہے جس طرح کی ہدایت نبی ﷺ کو مکہ کی مصائب زندگی میں دی گئی تھی
- یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی دینی تنظیم کا ابتدائی نقطہ تھا ، مصر کی غلامانہ زندگی میں بنی اسرائیل اپنی مذہبی تنظیم کی خصوصیات سے محروم ہوگئے تھے۔ ان کے ہاں اجتماعی نماز ودعا کی بھی کوئی باقاعدہ شکل باقی نہیں رہ گئی تھی۔ چنانچہ ان کو نماز کے قیام واہتمام کا حکم ہوا اور اس کے لیے یہ ہدایت ہوئی کہ مصر کے مختلف حصوں میں کچھ مکانات مسجد کی حیثیت سے مخصوص کرلیے جائیں جن میں بنی اسرائیل اوقات نماز میں مجتمع ہوجایا کریں۔ یہ طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت اس وجہ سے ہوئی کہ تمام بنی اسرائیل کا مصر کے مختلف حصوں سے ایک جگہ جمع ہونا ناممکن ہوتا۔
- اس عمل سے ان میں وحدت اور اجتماعیت کے احساس سے ان کی اس تنظیمِ نو کے کام کا آغاز ہوا اور ساتھ ساتھ اللہ کی کبریائی کا بھی۔ اس لیے کہ اللہ کے دین کی بنیاد اللہ کی کبریائی پر ہے۔ دنیا میں فساد کا سبب ،بڑائی کے مختلف دعوے، بادشاہانہ آمریت، طاقت، غیب دانی کے دعوے، تقدس کے آستانے.... ان سب سے شرک وجود میں آتا ہے، غلامی جنم لیتی ہے، معاشی استحصال ہوتا ہے..... معاشرے کی تنظیم کی پہلی اینٹ ہی اللہ کی کبریائی کی رکھ کر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے      حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا

- یہ دعا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے زمانہ قیام مصر کے بالکل آخری زمانے میں کی تھی، اور اس وقت کی تھی جب پے در پے نشانات دیکھ لینے اور دین کی حجت پوری ہو جانے کے بعد بھی فرعون اور اس کے اعیان سلطنت حق کی دشمنی پر انتہائی ہٹ دھرمی کے ساتھ جمے رہے۔ ایسے موقع پر پیغمبر جو بد دعا کرتا ہے وہ ٹھیک وہی ہوتی ہے جو کفر پر اصرار کرنے والوں کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، یعنی یہ کہ پھر انھیں ایمان کی توفیق نہ بخشی جائے۔
- ایسے ہی موقع پر حضرت نوح نے اپنی قوم کے معاندین کے لیے ان الفاظ میں دعا کی۔ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا (21) وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا (22) وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (23) وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا (24) سورة نوح۔ نوح نے دعا کی، اے میرے رب انھوں نے میری بات رد کر دی اور اس کی پیروی کی جس کے مال اور اولاد نے اس کے خسارے ہی میں اضافہ کیا اور انھوں نے بڑی بڑی چال چلی ۔۔ اور انھوں نے بہتوں کو گمراہ کر ڈالا اور تو ان ظالموں کی ضلالت ہی میں اضافہ کر ۔۔ اور نوح نے دعا کی اے میرے رب، تو زمین پر کافروں میں سے کسی کو چلتا پھرتا نہ چھوڑ، اگر تو ان کو چھوڑے گا یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور صرف نابکاروں اور ناشکروں کو جنم دیں گے "
- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے اموال و اسباب جو تذکرہ کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ جو شان و شوکت فرعون اور اس کے سرداروں کو حاصل ہے اس پر عوام کی اکثریت ریجھتی ہے اور اور ہر شخص کا دل چاہتا ہے کہ ویسا ہی بن جائے جیسے وہ ہیں ( قارون کے زمین میں دھنسنے کے دن کی جو روداد قرآن میں بیان ہوئی ہے وہ اس پر گواہ ہے )